سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

سنت نبوی ﷺ کی اہمیت اور اسلامی آداب

(۱)

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد وعن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ لا یاکلن احدکم بشماله ولا یشربن بها فان الشیطان یاکل بشماله ویشرب بها (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ حضور ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی بائیں ہاتھ سے کھانا نہ کھائے اور نہ بائیں ہاتھ سے (کوئی شی) پئے کیونکہ یہ شیطان کا (طریقہ ہے کہ وہ) بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا کرتا ہے۔

پیغمبر ﷺ کا انداز تربیت:

وعن عمر بن ابی سلمة قال کنت غلاما فی حجر رسول الله ﷺ وکانت یدی تطیش فی الصحفة فقال لی رسول الله سم الله وکل بیمینک وکل مما یلیک (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عمر ابن ابی سلمہ ذکر کررہے ہیں کہ جب میں بچہ تھا اور آنحضرت ﷺ کے زیر تربیت تھا (ایک موقع پر جب میں آپ ﷺ کے ساتھ کھانے میں مصروف تھا) میرا ہاتھ رکابی میں ادھر ادھر جلدی سے گھوم رہا تھا (میری اس حرکت کو دیکھ کر) حضور ﷺ نے فرمایا کہ (کھانا کھانے سے پہلے) بسم اللہ پڑھو۔ دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اور (پلیٹ کے) اس جگہ سے کھاؤ جو تمہارے نزدیک ہے۔

اسلام ایک جامع دین:

محترم حضرات! ہمارا پیارا مذہب اسلام ایک ایسا دین ہے جو انتہائی جامع' ہر دور' جگہ اور رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے انسانوں کے لئے قابل تقلید کردار سے مالا مال ہے۔ جس میں انسانی زندگی کا کوئی گوشہ بھی ایسا نہیں جس کا حل اس میں موجود نہ ہو' اگر ایک طرف انسان کی سرشت میں عام حیوانات کی طرح سفلی اور بہیمی صفات موجود ہیں تو دوسرے جانب اللہ رب العزت نے اس کی فطرت میں روحانی اور نورانی طلب بھی پیدا فرمادی' اور ان دونوں متضاد صفات کے درمیان رہ کر کسی ایک طرف مکمل جھکنے اور مائل ہونے سے بچنے کیلئے قرآن مجید' کتب منزلہ' انبیاء اور ان کے اقوال اور فرامین کے ذریعہ اعتدال کی راہ اختیار کرنے کے حدود بھی متعین فرمادیئے۔ تاکہ حضرت انسان کا مادی جسم کہیں اسے بہیمیت کی طرف لے جاکر حیوان محض نہ بنائے' اور نہ روحانیت اتنی غالب ہوجائے کہ دنیا و مافیہا'

بیوی، بچے اور عام انسانوں کے درمیان رہنا سہنا چھوڑ کر پاپائیت اور رہبانیت کی راہ پر چل پڑے، اسی کامیاب راستے پر چلنے کیلئے انبیا اور بالخصوص خاتم الانبیا ﷺ نے خصوصاً اپنا زور نبوت نہ صرف روحانیت پر صرف کیا بلکہ ایسے اصول وضوابط متعین فرمائے جن پر عمل کرنے سے انسان پاک، صاف اور شفاف زندگی کی راہوں پر چل کر معاشی، معاشرتی اور اخلاقی نیز دیگر شعبہ جات زندگی میں بھی قابل رشک مقام حاصل کر سکتا ہے۔

اسلام ترک دنیا کا نام نہیں:

اسلام ترک دنیا کا داعی نہیں بلکہ اجتماعی وانفرادی عادات واخلاق، اکل وشرب، رہن سہن، کاروبار ومعاملات، تعلقات خواہ ازدواجی ہوں یا خاندانی، سیاست ہو یا حکمرانی خلاصہ یہ کہ زندگی کا ہر شعبہ شرعی احکامات وآداب کی روشنی اور اسلامی طرز فکر کے مطابق گزارنے کا حکم دیتا ہے شرعی معاشرہ کے ایک متمدن ومہذب فرد ہونے کے لئے جن ہدایات پر عمل کرنا ہے، وہ رب کائنات نے اپنے منتخب انبیاء کے ذریعہ سے نسل انسانی کو دی ہیں۔

انسان اور تربیت الٰہی:

معزز حاضرین! ہر انسان میں اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر آداب واخلاق کی استعداد رکھی ہے، اس استعداد کے اجاگر ہونے کیلئے تربیت کی ضرورت ہوتی ہے، بغیر تربیت کوئی صلاحیت نکھر کر سامنے نہیں آتی ہے۔ اگر تربیت دینے والا سمجھدار اور کامل اور مکمل ہو تو جسے تربیت دے گا، وہ بھی ایک صحیح انسان بن کر باادب وباخلاق گروہ کی جماعت کا فرد کہلائے گا اور تربیت دینے والا اگر شریعت مطہرہ کے انوار وبرکات سے ناواقف اور اخلاقی اعتبار سے بھی سوسائٹی کا بگڑا ہوا فرد ہو تو جن کو تربیت دے وہ بھی اسی کے رنگ میں رنگے جائیں گے۔ انبیاء کرام جن میں رب العالمین نے ہر قسم کے اخلاق وکمالات کی استعداد پیدا فرما کر اپنے مخاطبین کو صراط مستقیم پر لانے کے لئے بھیجا وہ ہر قسم کے ظاہری وباطنی عیوب ونقائص سے پاک وصاف ہو کر دنیا میں راہنمائی کے لئے مبعوث کئے جاتے ہیں۔

ہر نبی کا معلم:

پھر ہمارے محبوب ومقتدی امام الانبیا ﷺ کو مالک الملک نے انسانیت کے جتنے اوصاف وکمالات ہیں، ان سے مزین فرما کر رحمۃ للعالمین کی حیثیت سے پوری دنیا اور قیامت تک وجود میں آنے والی انسانیت کی قیادت وہدایت کیلئے منتخب فرمایا، یہاں یہ بات ذہن نشین کریں کہ ہر نبی کا معلم ذات باری تعالیٰ خود ہوتا ہے، پیغمبر کی تربیت بھی رب العالمین خود فرماتے ہیں۔ جو شخص رب العالمین جیسے عظیم ہستی سے تربیت یافتہ ہوگا، دنیا ومافیہا میں نہ اس جیسا ادب سیکھنے والا ہوگا اور نہ اس جیسا کامل ومکمل نمونہ۔ جب سارے انبیاءؑ کو تادیب وتعلیم اللہ ہی دیتے ہیں جن کی استعداد وکمالات تک کسی غیر نبی کی رسائی محال وناممکنات سے ہے، تو پھر کوئی دوسرا فرد جس میں استعداد بھی ہو کسی معلم اور رہنما کے تادیب وتعلیم کے بغیر ادب وعلم میں کمال حاصل کرنے کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے۔ انبیاء کرام جو اللہ کے تربیت یافتہ ہیں

ان کو مالک الملک نے انسانوں کی تربیت کے لئے نمونہ بنا کر بھیجا۔ اسلامی آداب سکھلانے کی ذمہ داری انبیاء کو سونپی گئی۔ انبیاء کے سردار محمد رسول اللہ ﷺ کو رب للعالمین نے اپنے ارشاد لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنۃ ''تم لوگوں کیلئے رسول کی ذات میں ایک عمدہ نمونہ تھا اور ہمیشہ رہے گا'' یعنی امت مسلمہ کا ہر فرد حضور ﷺ کے اعمال' اخلاق' عادات اور آداب میں تقلید کرکے انسان کامل بن سکتا ہے۔ اتباع ہو تو اللہ کی محبوبیت کا مقام بھی حاصل ہوگا' وگرنہ خسارہ ہی خسارہ۔

منبع وسرچشمہ ہدایت:

محترم حضرات! دینی احکامات افعال اور دینی شعور سے ہمیں جو آگاہی ہوئی ان کا منبع وسرچشمہ قرآن مجید اور اللہ جل جلالہ کے محبوب اور تربیت یافتہ محمد عربی ﷺ کے اقوال وافعال ہیں' کے ذریعہ ہوئی' ان دوسمندروں میں سے ایک کو مان کر (نعوذ باللہ) دوسرے سے انکار کفر کا باعث بن جاتا ہے' لیکن بعض سادہ لوح لوگوں نے ان تعلیمات کو صرف نماز روزہ تک محدود کردیا۔ معاملات' ایک دوسرے کے حقوق' اخلاق حسنہ اور معاشرت کے آداب کو گویا وہ شریعت طیبہ کے اجزاء ہی نہیں سمجھتے' جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کئی بظاہر دیندار لوگ بھی حقوق العباد' حسن معاشرہ اور معاملات سے بے پرواہ ہو کر ان کے اعمال اسلام اور مسلمانوں کے لئے بدنامی کا باعث بن گئے' درحقیقت ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے جامع ومکمل تعلیمات کو نہ جاننے کی کوشش کی اور اگر کسی حد تک جانا تو عمل کرنے سے غافل رہے' حالانکہ حضور اکرم ﷺ نے ہر دور' ہر حال' یعنی زندگی کے تمام شعبوں میں ایک اعلیٰ نمونہ بن کر امت کو اسی نمونہ کو اپنے معاملات' معاشرت وآداب میں ملحوظ رکھنے کی تلقین کی۔ کاش ہم حضور ﷺ کی احادیث اور سنن پر عمل کرتے تو ہمیں یہ روز بد دیکھنا نہ پڑتا۔

حب رسول ﷺ کی عملی صورت:

مشہور عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحیؒ جو کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اجلہ خلفاء میں سے ہیں کے بقول آنحضرت ﷺ جن امور کو بطور اتفاقیہ عادات کے منتخب فرماکر ان پر عمل فرمایا' اسے علماء وطلباء کے اصطلاح میں ''سنن زوائد'' کہا جاتا ہے' ان اعمال پر لزوم سے امت عمل کرنے کی پابند تو نہیں مگر حب رسول کے دعوی کے صداقت کے لئے حتی الامکان محبوب خدا ﷺ کی اتباع کرنی چاہیے' ہمیشہ عرض کرتا ہوں کہ مجازی محبوب کے ہر ادا کو اختیار کرنا دنیا میں محبت کی حقانیت کی دلیل سمجھی جاتی ہے۔ تو منعم اور محبوب حقیقی یعنی پیغمبر انقلاب کی ہر ادا کو (دنیاوی عشق ومحبت سے زیادہ) انسان سے اطاعت اور تابعداری کا تقاضا کرتا ہے' اور پھر جن امور کے بارہ میں جو نہ صرف آنحضرت ﷺ خود ان پر کاربند رہے' بلکہ ان پر عمل کرنے کی امت کو ترغیب بھی دی ہو' انشاء اللہ ان پر عمل کرنا اللہ کے ہاں بے پناہ اجر وثواب ملنے کا بھی وسیلہ بن جاتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ اور سنت رسول:

صحابہ کرامؓ نے چھوٹے بڑے سنت کا امتیاز کئے بغیر ہر سنت پر عمل کرنے کی وہ مثالیں قائم کیں جو قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہیں' ان شاء اللہ ان معزز نفوس قدسیہ کی حضور کی تابعداری کی کچھ جھلک پیش کروں گا۔ انہوں نے کبھی یہ نہ پوچھا اور نہ سوچا کہ اس سنت میں حکمت وفلسفہ کیا ہے' بلکہ ہر سنت کے آگے سر تسلیم خم کر کے اس پر عمل کرتے رہے' تمام آداب' وفضائل اور سنن عادیہ کو اپنا شعار بنانے ہی کی بدولت رب العزت نے اپنے وعدہ محبوبیت کے مطابق انبیاء کرام کے بعد معزز ترین گروہ صحابہ کو ''رضی اللہ عنہم ورضواعنہ'' کے منصب جلیلہ پر فائز فرمانے کا مژدہ ان کی زندگی ہی میں عطا فرمایا۔ ان آداب وفضائل کے بیان کے لئے طویل عرصہ اور بیان کرنے والے کی کماحقہ صلاحیت وقابلیت درکار ہے' جبکہ یہاں دونوں امور موجود نہیں۔

آدابِ خلاء:

اس لئے حضور ﷺ کے چند سنن وآداب جو مکارم اخلاق کا حصہ ہیں' ذکر کرنے کی کوشش کررہا ہوں' ارشاد گرامی ہے: **عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ انما لکم بمنزلہ الوالد علمکم فاذا الی حدکم الغائط فلایستقبل القبلہ ولا یستطب بیمینہ الحدیث**

اس قسم کی ایک روایت حضرت سلمان فارسی سے بھی مروی ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے قبلہ رخ ہو کر پیشاب وپاخانہ کرنے سے منع فرمایا' مخالفین نے اعتراض کیا کہ تمہارے نبی کی بھی عجیب شان ہے' لوگوں کو معمولی باتوں کی بھی تعلیم دیتے ہیں' ان کے خیال میں ایسے امور کا ذکر کرنا منصب نبوت کے منافی عمل تھا' حضرت سلمان نے ان کے سوال کو رد کرتے ہوئے کہا بالکل ہمارے نبی کا یہی طریقہ ہے ان کی نبوت کی اکملیت و جامعیت ہی کا نتیجہ ہے کہ آداب بتانے کے موقع پر وہ چھوٹی بڑی جس قسم کا عمل ہو آداب ذکر فرمانے سے گریز نہیں کرتے' یہ تو عیب نہیں بلکہ ہمارے نبی کی رسالت کی خوبی ہے' اس کے بعد پھر مذکورہ حدیث ابو ہریرہ میں آنحضرت ﷺ معترضین کی شبہ کی نفی کرتے ہوئے فرمایا کہ میں امت کے لئے بمنزلہ والد ہوں اور جو آداب تمہارے خیال میں والدین کے سکھانے کے ہیں وہ میں بمنزلہ اتم بتلا رہا ہوں۔

قبلہ اور تربیت اولاد:

محترم حضرات! والدین شفقت ومحبت کی وجہ سے اولاد کی تربیت کرتے ہیں اور حضور کی امت پر شفقت ورأفت کے مقابلہ میں والدین کی محبت وشفقت' عشر عشیر کے برابر بھی نہیں' چونکہ قبلہ وکعبہ واجب الاحترام ہے' پیشاب وپاخانہ کرتے ہوئے ایک تو شرم گاہ بے پردہ ہوتا ہے' جو مواد خارج ہو رہا ہے وہ بھی پلید ہے تو ایسی کیفیت میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ نیز دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے کی بھی ممانعت کردی جس کی تفصیل خطبہ کے ابتداء

کردہ حدیث کے ضمن میں ذکر کروں گا۔

بیت الخلاء کی مسنون دعاء:

شیطان جو مسلمان کا ازلی دشمن ہے' وہ ہر ایسے موقع کی تلاش میں رہتا ہے کہ مسلمان کو ضرر پہنچائے۔ بیت الخلاء ایسی جگہ ہے جہاں ذکر اللہ میں مشغولیت سے منع فرمایا گیا ہے اور آپ حضرات کو معلوم ہے جو جگہ ذکر اللہ سے خالی ہو شیطان وہاں پہونچ جاتا ہے' مشہور مقولہ ہے "خانہ خالی را دیوے گیرد" جو گھر خالی ہو اس کو ضرر رساں حیوانات اور حشرات اپنا ٹھکانہ بنا دیتے ہیں' ابلیس کے ڈنگ سے بچنے کے لئے ہادی برحق صلعم بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ایک عظیم ادب ارشاد فرمایا: عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ ﷺ اذا دخل الخلاء قال اعوذ باللہ من الخبث والخبائث (ورواہ وبعد داؤد) حضرت انس بن مالک آنحضرت سے نقل فرما رہے ہیں کہ آپ جب بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے فرماتے (اے) اللہ میں تیری پناہ کا طالب ہوں' نجاستوں اور ناپاکیوں سے۔

اس ادب پر عمل کرنے سے بیت الخلاء میں جو شیاطین جمع ہوں وہاں سے فوراً بھاگ جائیں گے۔ بیت الخلاء میں داخلہ اور پاخانہ کرنے کی حالت ایسی ہے۔ جس میں اللہ کی یاد سے انسان لسانی طور پر محروم ہو جاتا ہے جبکہ انسان کی حالت ایسی ہونی چاہیے کہ ہر وقت زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو' تو اس تقصیر و کوتاہی کے ازالہ کے لئے آنحضرت نے دعا ذکر فرمائی۔

عن عائشہ ان النبی ﷺ کا ن اذ خرج من الخلاء قال غفرانک یعنی آپ ﷺ جب بیت الخلاء سے نکلتے فرماتے: اے اللہ میں آپ کی مغفرت چاہتا ہوں۔

بیت الخلاء جیسے آپ کو اندازہ ہے کہ ناپاک جگہ ہے تو وہاں اپنے ساتھ ایسی چیز کو بھی لے جانے سے منع فرمایا جس پر اللہ کا نام یا قابل احترام کلمات تحریر ہوں۔

مقدسہ اوراق بیت الخلاء لے جانے کی ممانعت:

جب بھی آپ بیت الخلاء میں داخل ہوتے اپنی انگشتری جو مہر لگانے میں استعمال ہوتی اس پر اللہ کا نام گرامی منقوش تھا' اتار کر باہر رکھ دیتے۔ پاخانہ سے فارغ ہونے والے کی کیفیت اور عمل ناشائستہ ہونے کی وجہ سے سرکار دو عالم نے بات چیت کرنا بھی خلاف ادب قرار دیا۔ فرمایا کہ جب دو آدمی قضائے حاجت کرنے لگیں' شرم گاہ بھی ننگی ہو اور پھر آپس میں بات چیت بھی کریں' اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔ قضائے حاجت ہر ذی روح کا فطری تقاضا ہے' تو اس میں بھی ادب کی یہ خاص صورت اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی کہ جو فرد قضائے حق کیلئے بدن سے کپڑا ہٹائے اور شرمگاہ ظاہر کرنے کی حاجت محسوس ہو ایک دم تمام عورت ظاہر کرنے کی بجائے آہستگی سے بقدر ضرورت شرمگاہ کو ظاہر کیا کریں۔ ابن عمر کا ارشاد ہے:

ان النبی ﷺ کان اذا اراد الحاجة لایرفع ثوبه حتی یدنوا من الارض

اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام میں شرم وحیاء کو اتنی اہمیت ہے کہ بدن کا جو حصہ دوسروں سے چھپا کر رکھنا ہے اس حصہ کی بلاضرورۃ اگر چہ تنہا کیوں نہ ہو ظاہر کرنا ناجائز قرار دیا گیا ہے' پیغمبر اسلام جیسے خود نفیس الطبع' صفائی پسند امت کو بھی تلقین فرماتے کہ طہارۃ جزو ایمان ہے' تو اوروں کو بھی غیر مناسب جگہوں میں گندگی مثلاً قضائے حاجت اور پیشاب کرنے سے منع فرمایا مثلاً جہاں پانی کے چشمے ہوں اس کے قریب یا وہ شارع عام جس پر لوگوں کا گزر ہو اس کے درمیان اور ایسا درخت جس کا سایہ ہو لوگ گرمی سے بچنے کے لئے اس سایہ دار درخت کے نیچے اقامت اختیار کیا کریں' ان جگہوں میں گندگی پھیلانے سے لوگوں کو اذیت میں مبتلا کرنا ہے' اور رحمۃ للعالمین کے مزاج میں کسی فرد کو اذیت دینے کا تصور ہی نہ تھا' امت کو بھی اس برائی سے احتراز کرنے کا حکم دیا' ایک عظیم مربی کی حیثیت سے صرف پیشاب وقضائے حاجت کے بارہ میں انسانیت کو جو آداب واخلاق سکھلائے ان کو بکمال تمام جمع کرنے کے لئے طویل وقت درکار ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ کا فقر و فاقہ:

محترم حضرات! آنحضرت ﷺ نے جس فقر وفاقہ کو اپنی مرضی سے اختیار فرمایا اس کی وجہ کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں' یہی کیفیت آپ ﷺ کے لباس میں تھی۔ زیب وزینت کے دلدادہ حضرات جن کا اٹھنا بیٹھنا' زندگی کا اکثر حصہ لباس کی حسن وخوبی' زینت وزیبائش میں کٹ جاتا ہے' اس بارہ میں آنحضرت ﷺ نے امت کو جو نمونہ پیش فرمایا وہ بھی بے حد سادگی' دنیوی زرق وبرق سے بے رغبتی' پاکیزہ زندگی کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے' لباس میں کوئی تکلف نہ تھا' نہ ادنی وحقیر سمجھ کر کبھی لباس ٹھکرایا' جو بھی ملا اسے استعمال فرمایا: جزیرۃ العرب جہاں موسم کی گرمی وحرارت کا آپ سب کو علم ہے۔ عمر کا بیشتر حصہ دو کپڑوں یعنی چادر اور ازار (لنگ) میں گزارا حضرت ابی بردہ سے روایت ہے

قال اخرجت الینا عائشه کساءً ملبدا و ازار غلیظا فقالت قبض روح رسول الله ﷺ فی هذین (بخاری ومسلم) ''حضرت ابی بریدہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے ہمیں دکھانے کے لئے ایک پیوند لگی چادر اور ایک موٹا ازار (لنگ) نکال کر دکھایا اور فرمایا کہ جب محبوب خدا ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے انہی دو کپڑوں میں ملبوس تھے۔''

سونے کے لئے جو بچھونا استعمال فرماتے وہ اوپر نیچے چمڑا تھا درمیان میں روئی کی جگہ کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی' گرمی کا موسم اور موٹا ٹاٹ نما لباس کی وجہ سے بدن مبارک ہر وقت پسینہ سے شرابور رہتا۔ آج ہم بھی حضور ﷺ کے متوالے اور امتی ہیں کہ متوسط تو کیا غریب آدمی کا بھی گرمی کا الگ لباس' سردی کا الگ لباس' ایک ایک جوڑا پر اکتفا تو شاید انتہائی غریب کرے' معمولی ذی استطاعت مرد ہو یا عورت کئی کئی جوڑے بنا کر اس کے دل کو پھر بھی سکون حاصل نہیں ہوتا۔ ہر شخص زندگی کے تمام شعبوں میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے میں مصروف ہے کہ میں ایسا

لباس استعمال کروں جو آج تک کسی نے زیب تن نہ کیا ہو مجھے معاشرہ میں امتیازی حیثیت حاصل ہو کر میرے برابر کوئی نہ ہو‘ حرام وحلال کی تمیز نہیں‘ جہاں سے اعلیٰ ترین اور بیش قیمت لباس مل سکے‘ حاصل کرے‘ ہر طرف سے لوگ اس کے لباس کی طرف اشارہ کریں۔

تکبر وغرور کا لباس: یہی ہے تکبر وغرور‘ جس کی اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے سخت الفاظ میں مذمت اور دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے جو ضرورت سے زیادہ کپڑا استعمال کر کے ضائع کردے۔اسکے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال لاينظر الله يوم القيامة الى من جر ازاره بطرا (بخاری ومسلم) یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز رحمت کی نظر سے ہر اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جو غرور وتکبر کی وجہ سے اپنا ازار یا شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکائے گا۔لباس میں ضرورت سے زیادہ لمبائی‘ چوڑائی خلاف سنت اور اسراف ہے

مہنگائی کی روک تھام کا طریقہ: محترم دوستو! آج ہم مہنگائی اور اشیائے استعمال کی قلت کا رونا رو رہے ہیں۔مگر کبھی ہم نے اپنا احتساب بھی کیا ہے کہ حکمرانوں کی نااہلی کے ساتھ ساتھ ہم بھی اس جرم میں برابر کے شریک ہیں‘ ہر شخص خواہ استطاعت ہو یا نہ ہو اس دوڑ میں مصروف ہے‘ کہ اعلیٰ سے اعلیٰ مہنگا ترین لباس حاصل کر کے امتیازی حیثیت حاصل کرلوں‘ حالانکہ بحیثیت مسلمان اگر ہم لباس کے سلسلہ میں اپنے مقتدیٰ پیغمبر کے لباس کی سنتوں اور آداب پر عمل کرتے تو نہ کپڑا مہنگا ہونے کا واویلا کرتے اور نہ بے جا زیب وزینت‘ اسراف اور تکبر وریا کرنے والوں میں شمار ہو کر قیامت کے شدائد سے بھرپور دن رب العالمین کی نظر رحمت وشفقت سے محرومی مقدر ہوتی۔ہم بھی حضور ﷺ کے فرمان کہ جو شخص استطاعت کے باوجود زیب وزینت کا لباس کسر نفسی یا تواضع کے طور پر چھوڑ دے‘ اللہ تعالیٰ اسے عظمت وبزرگی کا لباس پہنائے گا‘ خوش قسمتوں میں شامل ہو جاتے۔ہم نے اپنی زندگی اپنے آپ پر خود تنگ کردی‘ ورنہ اسوۃ نبوی ﷺ میں زندگی کا ہر شعبہ گزرانے کے وہ آداب وسنن ہیں جو آسانی‘ سادگی اور شریعت کی تابعداری سے معمور ہیں۔

اسلامی آداب: محترم حضرات دین اسلام ایک سچا‘ حق پر مبنی‘ فطری اور عالمگیر مذہب ہے‘ کسی کو یہ ثابت کرنا ممکن ہی نہیں کہ وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ اسلام نے کسی طور طریقہ اور بات میں راہنمائی نہیں کی‘ پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ جہاں اس مذہب نے عقائد اور عبادات کے طور طریقے تفصیل سے بتلائے‘ اس کے ساتھ ہی چلنے‘ پھرنے‘ سونے‘ جاگنے‘ کھانے پینے‘ شرم وحیاء حتیٰ کہ پیشاب وپاخانہ کرنے کے طریقوں کو بتلایا۔

اللہ کے بندوں کی صفات: حضور اکرم ﷺ قرآن مجید کے آیت و عبادالرحمن الذين يمشون على الارض هونا ترجمہ: اللہ کے محبوب اور خاص بندے وہ لوگ ہیں جو زمین پر نرمی‘ آہستگی اور وقار سے چلتے ہیں‘ کا عملی نمونہ تھے‘ رفتار میں کجی‘ بے راہ روی‘ اتراہٹ اور متکبرانہ چال جو معیوب ہیں حضور کی رفتار اس کے بالکل برعکس تھی‘

قدم مبارک قوۃ اور مضبوطی سے مردانہ انداز میں زمین سے اٹھاتے' آج کل کے جوانوں کی طرح نہ تھے' کہ شکل وصورت میں زنانہ جیسا اور چلنا پھرنا بھی ایسے نزاکت سے ہو کہ دور سے دیکھنے والا یہ تمیز نہیں کرسکتا کہ مرد ہے یا عورت' عجز وانکساری کی یہ حالت یہ تھی جب آپ ﷺ زمین پر چلتے ایسا معلوم ہوتا جیسے کسی اونچی جگہ سے نیچے کی طرف اتر رہے ہیں ان کی عادت یہ تھی کہ چلتے وقت جھک کر چلتے۔ اس زمانہ کے آدمیوں کی طرح سینہ تان کر متکبرانہ کیفیت کو کبھی اختیار نہیں فرمایا۔ نظر ہمیشہ نیچے رکھتے' رفتار نہایت اطمینان اور سبک رفتاری کا آئینہ دار تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ حضور ﷺ کے حسن وجمال کے ساتھ چلنے کا معمول ذکر کر رہے ہیں۔

سرکار دوعالم کے چلنے کا طریقہ: وعن ابی هريرة قال مارأيت شيئاً احسن من رسول الله ﷺ كان الشمس تجرى من وجهه وما رأيت احدااسرع من مشية من رسول الله ﷺ كا نما الارض تطوى له انا لنجهد انفسنا وانه لغير مكترث (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ (حضور کے اوصاف بیان کرتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ جیسا حسن و جمال والا کسی اور شی کو نہیں دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے سورج آپ کے چہرہ اقدس میں موجود ہے' اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں پایا (جب آپ چلتے تو) ایسا لگتا کہ آپ ﷺ کے لئے زمین لپٹی جارہی ہے۔ (ہم ان کی طرح چلنے کے لئے) سخت جدوجہد کرتے لیکن آپ ﷺ معمول کی چال چلتے ہی رہتے۔ یعنی آپ کی رفتار بلاتکلف تیزی کی تھی اور صحابہ باوجود کوشش کے ان کی رفتار تک نہ پہونچ پاتے۔ خلاصہ یہ کہ آنحضرت ﷺ نے ہر حالت میں امت کو خاکساری' خود کو عاجز وحقیر سمجھنا' تکبر اور غرور سے اپنے آپ کو پاک وصاف رکھنے کے آداب عملی طور پر بتائے۔ وجہ حضور ﷺ کا امت کو یہ بتلانا مقصود تھا کہ اللہ کے دربار میں عزت ورفعت ان خوش نصیبوں کو حاصل ہوتی ہے جو اس دنیا میں اپنے آپ کو اونچا دکھانے کی بجائے اپنے آپ کو اپنے قول وعمل سے نیچا دکھا کر اللہ جل جلالہ کے ارشاد "رحمان کے خاص اور برگزیدہ بندے وہ ہیں جو زمین پر عجز وانکساری کے ساتھ چلتے ہیں" اسی خاکساری و تواضع کا اظہار کرنے والوں کو خوشخبری دیتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "جس نے انکساری اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کے مرتبے کو اتنا بلند فرمائیں گے کہ وہ (جنت کے اونچے مقام) اعلیٰ علیین کو پہونچ جائیں گے۔

محترم حاضرین! اب نماز کا وقت ہو چکا ہے' خطبہ کے ابتداء میں ذکر کردہ احادیث کی تشریح اور بعض دیگر معاشرہ کے اہم ترین آداب جو آپ ﷺ نے اپنے قول وفعل سے امت کو بتلائے' انشاء اللہ آئندہ عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔ رب العزت مجھے اور آپ کو اسلامی آداب اور حضور ﷺ کے سنن پر پابندی سے عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائیں۔